فرض نمازوں کے بعد دعا

سے متعلق چند غور طلب پہلو

تالیف

مولانا ندیم احمد انصاری

(ڈائیریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا)

مخلوق کا خالق سے اور مملوک کا مالک سے اپنی احتیاج کا ذکر کرنا اور اُس سے امداد کی گُہار لگانا دعا کہلاتا ہے۔ جس کی اسلام میں نہ صرف ترغیب وارد ہوئی ہے بلکہ اس کے بے شمار فضائل بھی بتائے گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ مانگنے والے بندے سے راضی ہوتے ہیں اور نہ مانگنے والے سے خفا''، ''دعا عبادت کا مغز ہے' اور'' دعا سراپا عبادت ہے'' وغیرہ وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے رب کے سامنے عاجزی کے ساتھ دعا کرتے رہنا چاہیے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے اُن اوقات کی بھی نشان دہی فرمائی، جن میں قبولیتِ دعا کی زیادہ امید ہے، من جملہ ان اوقات کے فرض نمازوں کے بعد کا وقت بھی ہے لیکن جیسا کہ شیطان کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ انسان نیک عمل ہی نہ کرے اور اگر انسان اس میں کسی طرح کامیاب ہو جائے تو پھر شیطان اس عمل کو اور اس کے نیک ثمرات کو اکارت کرنے کے درپے ہوتا ہے، یہی حال دعا کے باب میں بھی ہے۔ اس وقت امّت میں بہت سے لوگ تو وہ ہیں، جو سرے سے نیک اعمال کی ہی پرواہ نہیں کرتے اور معتد بہ وہ، جو خود اپنے کیے کرائے پر پانی پھیرنے کے درپے رہتے ہیں۔ یہاں ہمیں ایک ایسے ہی مسئلے پر گفتگو کرنی ہے

جس میں ہمارا معاشرہ افراط وتفریط کا شکار ہے اور وہ مسئلہ ہے ''فرض نمازوں کے بعد دعا کرنا''۔ اس سلسلے میں مشہور مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ کی شہرہ آفاق تفسیر ''معارف القرآن'' سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں؛

مسجد کے اماموں کو تنبیہ

ہمارے زمانے کے ائمۂ مساجد کو اللہ تعالیٰ ہدایت فرمادیں کہ قرآن و سنت کی تلقین اور بزرگانِ سلف کی ہدایات کو یکسر چھوڑ بیٹھے۔ ہر نماز کے بعد دعا کی ایک مصنوعی سی کاروائی ہوتی ہے۔ بلند آواز سے کچھ کلمات پڑھے جاتے ہیں، جو آدابِ دعا کے خلاف ہونے کے علاوہ ان نمازیوں کی نماز میں بھی خلل انداز ہوتے ہیں جو مسبوق (جو شخص ایک یا کئی رکعتوں کو بعد امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہوا ہو اسے مسبوق کہتے ہیں) ہونے کی وجہ سے امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی باقی ماندہ نماز پوری کررہے ہیں، رسموں کے غلبے نے اس بُرائی اور مفاسد کو ان کی نظروں سے اوجھل کر دیا ہے (یعنی اُن پر لوگوں کی نماز میں اس طرح خلل ڈالنے کا گناہ ہوتا ہے، جس کی آج کوئی پرواہ نہیں کرتا)۔ کسی خاص موقع پر خاص دعا پوری جماعت سے کرانا مقصود ہو اور ایسے موقع پر ایک آدمی کسی قدر آواز سے دعا کے الفاظ کہے اور دوسرے آمین کہیں، اس کا مضایقہ نہیں، لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ دوسروں کی نماز وعبادت میں خلل کا موجب نہ بنیں اور ایسا کرنے کی

عادت نہ ڈالیں کہ عوام یہ سمجھنے لگیں کہ دعا کرنے کا طریقہ یہی ہے، جیسا کہ آج کل عام طور سے ہو رہا ہے۔ (معارف القرآن: ۳/۵۷۸ بتسہیل)

تین غلط موقف

دورِ حاضر میں بعض لوگ تو فرض نمازوں کے بعد مطلق دعا کرنے کو بدعت کہتے ہیں، بعض خود ساختہ طور پر ایک نہیں دو دو بار اجتماعی دعا کا اہتمام کرتے ہیں اور بعض اس موقع پر دعا نہ کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں، یہ تینوں ہی موقف غلط اور بے بنیاد ہیں۔ نہ تو فرضوں کے بعد دعا کرنا فی نفسہٖ بدعت ہے، نہ اس موقع پر دو دو بار التزام کے ساتھ اجتماعی دعا کرنا شرعاً سنت سے ثابت ہے اور نہ اس موقع پر دعا نہ کرنے والا کسی درجے میں بھی گنہگار ہوتا ہے۔ ہاں فرض نمازوں کے بعد متصلاً دعا کے بارے میں خاصا مواد اور معتبر احادیث موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ دعا کس وقت زیادہ قبول ہوتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرمایا: ”جوف اللیل الاخر و دبر الصلوات المکتوبات“ رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (مشکاۃ: ۱/۸۹) لیکن یہ محض ایک مستحب عمل ہے، جس کی مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

بلا شبہ عام حالات میں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا متعدد احادیث سے ثابت ہے۔امام نووی نے ''المجموع شرح المہذب'' میں ''صفۃ الصلاۃ'' کے آخر میں تقریباً تیس ایسی احادیث جمع کی ہیں جن میں دعا میں رفع الیدین کی تصریح موجود ہے،اس لیے یہاں بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا درستہوگا۔بس یہ خیال رہے کہ کوئی بھی انفرادی یا اجتماعی عمل جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے،اسی طرح اسے انجام دینا ثواب ہے اور اس میں جس قدر مشابہت زیادہ ہوگی اسی قدر اس میں کمال پیدا ہوگا اور جس قدر اس مشابہت سنت سے کم ہوتی جاے گی،اس کا ثواب بھی کم ہوتا جاے گا اور اگر وہ عمل سنت سے بالکل ہٹا ہوا ہوگا تو بدعت و ضلالت ہوگا۔(مستفاد از الکلام البلیغ فی احکام التبلیغ:۱۸۹)

مولانا یوسف صاحب لدھیانویؒ فرماتے ہیں:

''نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنے کی صراحت تو منقول نہیں، البتہ فرض نماز کے بعد دُعا کرنے کی ترغیب آئی ہے اور ہاتھ اُٹھا کر مانگنا دُعا کے آداب میں سے فرمایا ہے۔ اس لیے فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق ہے، مگر بلند آواز سے دُعا نہ کی جائے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل پیدا ہو۔'' (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ۳/۵۰۱، جدید محقق)

صحابہ کرامؓ کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دعا کرنا

روایاتِ حدیث میں گو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا اجتماعی طور پر دعا کرنا مذکور نہیں لیکن ظاہر یہی ہے کہ جو صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ایک ادا پر دل و جان سے فدا تھے وہ جب خلاصۂ کائنات کو دعا کرتے ہوئے دیکھتے ہوں گے تو ضرور وہ سب بھی اپنے اپنے طور پر دعا میں مشغول ہو جاتے ہوں گے، جس سے اجتماعی دعا کی صورت ضرور بن جاتی ہوگی۔ اس موقع اب جس بات کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ یہ دعا نماز سے علاحدہ ایک فعل ہے، جس کا نماز سے کوئی تعلق نہیں۔ نماز تو سلام کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے، اس کے بعد ہر آدمی کو اختیار ہے کہ خواہ وہ وہیں بیٹھے بیٹھے کچھ دیر دعا کر لے، خواہ اُٹھ کر چلا جائے اور خواہ سنن و نوافل میں مشغول ہو جائے۔ یہ سب اعمال بالکل جائز اور درست ہیں اور انھیں غلط سمجھنا اور ایسا کرنے والے کو ملامت کرنا خود بُرا ہے۔ کسی مستحب عمل پر بھی واجب جیسا اصرار کرنے سے خود اُس کا ترک واجب ہو جاتا ہے۔ ہمارے معاشرہ میں یہ ایک غلط روِش ہے کہ لوگ مندوب اور مستحب اعمال کو اس طرح مقیّد کر دیتے ہیں، جن سے اُن کی اصل حیثیت متاثر ہوتی ہے۔ اگر ہماری مسجدوں میں کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد اُس کی دعا سے قبل اُٹھ کر جانا چاہے تو لوگ اُس کو کچھ ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں، گویا کہ اُس نے کوئی جُرم

کرلیا ہو۔ بعض تو بیٹھے ہی بیٹھے اس پر فتوے بھی دے دیتے ہیں، یہ سراسر زیادتی ہے۔ غور کیجیے رحمۃ للعالمین ﷺ نے اپنی امت پر شفقت کے باعث امام کو نماز بھی ہلکی پڑھانے کی تاکید کی ہے، پھر اس کے بعد مزید پابندیوں کو رواج دینا کیسے مناسب ہوسکتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے امام بن کر نماز پڑھائے تو اسے چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھائے، کیوں کہ مقتدیوں میں بیمار، کمزور اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں (جنھیں طویل نماز سے زحمت ہوسکتی ہے) اور جب کسی کو انفرادی طور پر نماز پڑھنی ہو تو جتنی چاہے لمبی پڑھ لے۔ (بخاری، مسلم)

سعودی عرب کا فتویٰ

ایسے ہی لوگوں کے لیے سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی نے یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے:

''عبادات کی جملہ اقسام توقیفی ہیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی ہیئات اور کیفیات کا طریق کار کتاب وسنت سے ثابت ہونا چاہیے۔ نماز کے بعد اجتماعی دعا کی مزعومہ صورت کا ثبوت نبی اکرم ﷺ کے قول، فعل اور تقریر سے نہیں ملتا۔ ساری خیر اسی میں ہے کہ ہم آپ ﷺ کی اتباع کریں۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ جو وِرد و وظائف پڑھتے تھے، وہ مستند دلائل سے ثابت ہیں

بعد میں انھی وظائف پر آپ کے خلفاے راشدین، صحابہ کرامؓ اور ائمہ سلف صالحینؒ عمل پیرا رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین کے خلاف جو طریقہ ایجاد کیا جائے گا، وہ مردود ہے۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: 'من عمل عملا لیس علیه أمرنا فهو ردّ' جو دین میں نیا طریقہ ایجاد کرے، وہ نا قابل قبول ہے۔

جو امام سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اور اس کے مقتدی بھی ہاتھ اٹھائے آمین، آمین کہتے ہیں، ان حضرات سے مطالبہ کیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے دلیل پیش کریں ورنہ اس عمل کی کوئی حقیقت نہیں، وہ نا قابلِ قبول اور مردود ہے۔ جس طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے: 'قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ'۔ سنت سے ہمیں کوئی دلیل نہیں ملی سکی جو ان کے دعویٰ کو مستند بنا سکے۔'' (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ: ۷/ ۹۹)

مستحب فعل کب بدعت ہو جاتا ہے

علامہ شاطبیؒ نے ''الاعتصام'' میں دعا بالجہر والا اجتماع کے مسئلے پر مفصل، مکمل، مدلل اور طویل بحث کی ہے، چناں چہ اس کتاب کے مقدمے میں علامہ رشید رضا مصری فرماتے ہیں:

''اور ان مسائل میں بہت زیادہ غامض مسئلہ وہ ہے جو کہ فی نفسہٖ سنت یا

مستحب ہو، مگر کسی وصف یا ہیئتِ عارضہ کی وجہ سے بدعت ہو گیا ہو، جیسے نمازیوں کا نماز کے بعد کے اذکار اور ماثور دعاؤں کے لیے ٹھیرنے کو لازم پکڑ لینا اور اس کو اجتماع اور اشتراک کے ساتھ ادا کرنا، یہاں تک کہ وہ دین کے طریقوں میں سے کوئی طریقہ بن جائے کہ لوگ اس کے تارک پر انکار کرنے لگیں اور اس کے کرنے والے پر کوئی انکار نہ کریں اور مصنف نے اس کے بدعت ثابت ہونے پر بہت طویل کلام کیا ہے اور جن شبہات سے سہارا لیا جاتا ہے ان تمام شبہات کو بیان کر کے زوردار طریقے سے نقص وارد کیا ہے، چناں چہ تمام شبہات کو ختم کر دیا ہے۔'' (الاعتصام بحوالہ الکلام البلیغ فی احکام التبلیغ: ۱۸۹ بتغیر)

ماضی قریب کے اکابرین کی آرا

'آپ کے مسائل اور ان کا حل' سے ایک سوال جواب ملاحظہ ہو:

سوال: پانچوں نمازوں کے بعد امام کے ساتھ تمام نمازی بھی ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے ہیں، لیکن اب کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہاتھ اُٹھا کر ہر نماز کے بعد دُعا مانگنا بدعت ہے، اور یہ کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں، اب ہم اس اُلجھن میں مبتلا ہیں کہ دُعا مانگیں یا نہ مانگیں؟ اُمید ہے آپ ہماری رہنمائی فرمائیں گے۔

جواب: پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ "بدعت" کسے کہتے ہیں؟ "بدعت" اس عمل کا نام ہے جس کی صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تو قولاً تعلیم دی ہو، نہ عملاً

کر کے دِکھایا ہو، نہ وہ عمل سلفِ صالحین کے درمیان معمول و مروّج رہا ہو، لیکن جس عمل کی صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترغیب دی ہو یا خود کبھی اس پر عمل کر کے دِکھایا ہو، وہ "بدعت" نہیں، بلکہ سنت ہے۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل اُمور پیشِ نظر رکھیے:

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدّد احادیث میں نمازِ فرض کے بعد دُعا کی ترغیب دی ہے اور اس کو قبولیتِ دُعا کے مواقع میں شمار فرمایا ہے۔

(۲) صحیح احادیث میں دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھانے اور دُعا کے بعد ان کو چہرے پر پھیرنے کو آدابِ دُعا میں ذکر فرمایا ہے۔

(۳) متعدد احادیث میں فرض نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دُعا کرنا ثابت ہے۔ یہ تمام اُمور ایسے ہیں کہ کوئی صاحبِ علم جس کی احادیثِ طیبہ پر نظر ہو، ان سے ناواقف نہیں، اس لیے فقہاے اُمت نے فرض نمازوں کے بعد دُعا کو آداب و مستحبات میں شمار کیا ہے۔

امام نوویؒ شرح مہذب میں لکھتے ہیں: "الدعاء للامام والمأموم والمنفرد مستحب عقب کل الصلوات بلا خلاف"۔ (۳/۴۴۸) یعنی نمازوں کے بعد دُعا کرنا بغیر کسی اختلاف کے مستحب ہے، امام کے لیے بھی، مقتدی کے لیے بھی اور منفرد کے لیے بھی۔ علومِ حدیث میں امام نوویؒ کا بلند مرتبہ

جس کو معلوم ہے، وہ کبھی اس متفق علیہ مستحب کو بدعت کہنے کی جسارت نہیں کرسکتا اور فرض نماز جب باجماعت ادا کی گئی ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے بعد دُعا صورۃً اجتماعی ہوگی، لیکن امام اور مقتدی ایک دُوسرے کے پابند نہیں، بلکہ اپنی اپنی دُعا کررہے ہیں، اس لیے امام کا پکار پکار کر دُعا کرنا اور مقتدیوں کا آمین، آمین کہنا صحیح نہیں، ہر شخص کو اپنی اپنی دُعا کرنی چاہیے اور سنن ونوافل کے بعد امام کا مقتدیوں کے انتظار میں بیٹھے رہنا اور پھر سب کا مل کر دُعا کرنا یہ بھی صحیح نہیں۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ۳/۵۰۰ جدید محقق)

نیز ایک سوال کے جواب میں کہ کیا مقتدی امام سے پہلے دُعا مانگ کر جاسکتا ہے، فرماتے ہیں: ''امام کے ساتھ دُعا مانگنا کوئی ضروری نہیں، آپ نماز سے فارغ ہوکر اپنی دُعا کرکے جاسکتے ہیں۔'' (ایضاً: ۱/۵۰۱ بتغیر)

فتاویٰ رحیمیہ سے بھی ایک سوال جواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: ہمارے یہاں امام صاحب بعد نمازِ فجر وعصر دعا میں ذرا طول کرتے ہیں اور ظہر ومغرب وعشاء میں فرض نماز کے بعد تین چار دعائیں مانگتے ہیں نیز عید کی نماز کے بعد بھی طویل دعا مانگتے ہیں۔ اس کے متعلق تحریر فرماویں کہ مسنون کیا ہے؟

جواب: فجر اور عصر کی نماز کے بعد (یعنی جن نمازوں کے بعد سنت وغیرہ

نہیں) کمزور، بیمار اور کام کاج والے مصلیوں کی رعایت کرکے طویل دعا کی گنجائش ہے اور ظہر ومغرب اور عشاء کی نماز (یعنی جن نمازوں کے بعد سنت وغیرہ ہیں ان) کے بعد معمولی درجہ کی دعا مانگے۔ اللّٰھم أنت السلام الخ کے ساتھ بعض دعاے ماثور ملا لینا اولیٰ ہے۔

چوں کہ جمعہ کی نماز کے بعد بھی سنتیں ہیں، لہٰذا معمولی درجہ کی دعا کرنی چاہیے۔ ایسے ہی عیدین کی نماز کے بعد خطبہ ہے، پس مختصر سی دعا کی گنجائش ہے، دعا میں طوالت ہونے کی صورت میں نماز وخطبہ کے مابین اتصال نہ رہے گا بلکہ فاصلہ ہوجاے گا، حالاں کہ نماز وخطبہ میں اتصال مطلوب ومسنون ہے۔ عیدین کے اجتماع میں جس دعا کی اہمیت وضرورت ہے وہ تو خطبہ میں پڑھ دی جاتی ہے، عیدین کی نماز کے بعد دعا کے اہتمام کا حکم نہیں بلکہ خطبۂ عید کے بعد تو دعا کا ثبوت ہی نہیں (اس کے باوجود بعض امام عید کی نماز کے بعد طویل دعا کراتے تو بعض خطبہ کے بعد دعا کراتے ہیں، ان دونوں باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے)۔ (۵۴۱/۲ ترتیبِ پالنپوری)

جامعہ بنوریہ کراچی کا فتویٰ

'جامعہ بنوریہ، کراچی' سے کے ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں دوٹوک الفاظ میں کہا گیا:

''فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا فرض اور لازم نہیں ہے، جو لوگ ایسا خیال کرتے ہوں وہ غلطی پر ہیں۔ اسی طرح جو لوگ اسے بدعت قرار دیتے ہیں وہ بھی راہِ راست سے ہٹے ہوئے ہیں۔ بلکہ صلحاے امت کے تعامل اور فقہاے ملت کی تصریحات کے مطابق فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا فرض ولازم نہیں لیکن مستحب و مستحسن ضرور ہے، عامی سائل کے لیے صحیح مسئلہ یہی ہے اور اتنا ہی کافی ہے۔ اگر سائل عالمِ دین ہونے کے ساتھ ساتھ سلف صالحین پر اعتماد کرتا ہو تو وہ مزید اطلاع کے لیے ''**النفائس المرغوبة فی الدعاء بعد المکتوبة**'' مؤلفہ حضرت مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کا مطالعہ فرمائیں تو حقیقتِ حال واضح ہوجائے گی۔ باقی جہاں تک ''التزام'' کا شبہ ہے یقیناً راہِ اعتدال پر رہنا چاہیے اگر کوئی ضرورت مند اجتماعی دعا سے پہلے اٹھنا چاہے تو اسے ملامت نہیں کرنا چاہیے الخ۔'' (www.banuri.edu.pk//:http/en/node/525)

فرض نمازوں کے بعد سنتوں میں تاخیر کرنا

ایک اور ضروری بات اور وہ یہ کہ فرض نمازوں کی ادائیگی کے بعد دیگر کسی کام میں مشغول ہوئے بغیر جلد از جلد سنت ادا کر لینی چاہیے۔ اس میں بلا عذر تاخیر نہ کرے اور نماز کے بعد اوراد و تسبیحات سنتوں کے بعد پڑھے، البتہ! اگر کسی دینی

ضرورت سے کبھی کبھار قدرے تاخیر بھی ہوجائے تو اس کی گنجائش ہے، چناں چہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نمازوں کے بعد بعض اذکار بھی ثابت ہیں۔ (شامی: ۲/۲۴۶ زکریا، فتاویٰ دارالعلوم: ۴/۲۰۷)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی یہی بات لکھی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''واضح رہے کہ نماز کے بعد دعائیں پڑھنے کے ضمن میں جو متعدد چیزیں حدیثوں میں آئی ہیں، آیۃ الکرسی وغیرہ اور انھیں جو بغیر فصل کے نماز کے متصل ہی ملانے یعنی فرض نماز کے فوراً بعد کا حکم آیا ہے تو حقیقی اتصال تو محال ہے بلکہ عدمِ فصل سے مراد ان چیزوں کا نہ ہونا ہے جن کو عرفِ عام میں مشغولیت کہا جاتا ہے، جو اعراض، نسیان اور ذکر و دعا کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول ہونے کے ضمن میں شمار ہوتے ہیں اور اگر خاموشی عرف میں حدِّ کثرت کو نہ پہنچے تو مضایقہ نہیں ہے۔ لہٰذا نماز سے فارغ ہونے کے بعد جو کچھ بھی وجہِ مذکور پر پڑھے تو نماز کے بعد ہی کہلائے گا۔ جن فرضوں کے بعد سنتیں ہوں ان میں فرض نماز کے بعد کا ذکر آیۃ الکرسی وغیرہ سنتوں سے فراغت کے بعد پڑھنا چاہیے۔ (مستفاد از مدارج النبوۃ: ۱/۶۴۴-۶۴۵)

خلاصہ

اس پوری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مختصر ہونی

چاہیے، (امام اور مقتدی) اپنے اپنے طور پر جس شخص کی جو حاجت ہو اس کے لیے دعا کریں، عربی الفاظ ہمیشہ بلند آواز سے نہ کہے جائیں۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ۳/۴۹۶ محقق جدید) یعنی فرض نماز کے بعد دعا کرنا احادیث سے ثابت ہے، مگر دونوں (امام ومقتدی) کا ایک ساتھ دعا شروع کرنا ضروری نہیں اور نہ ایک ساتھ ختم کرنا ضروری ہے۔ امام کے سلام پھیرتے ہی اقتدا ختم ہو جاتی ہے، اب امام اور مقتدی دونوں اپنے اپنے عمل میں آزاد ہیں اور حسبِ منشا اپنی اپنی دعا کر سکتے ہیں۔ تذلل ظاہر کر کے اور چپکے چپکے دعا کرے اس میں سہولت یہ ہے کہ ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق دعا کر سکتا ہے، کیوں کہ ہر شخص کی ضرورت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ (ماخوذ از چند اہم عصری مسائل: ۱۸۰)

□□□

کتبہٗ العبد ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

۱۳/ جمادی الآخر ۱۴۳۶ھ الموافق ۵/ مارچ ۲۰۱۵ء